خدام الاحمدیہ کوشش کریں کہ کوئی احمدی نوجوان ایسا نہ رہے جس نے تحریک جدید میں حصہ نہ لیا ہو

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ر فروری ۱۹۶۶ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

❁❁❁

☆ تحریک جدید میں وعدے بھی لکھوائیں اور جلد ادائیگی کی کوشش کریں۔

☆ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کئے گئے اموال ختم ہونے کی بجائے ہر آن بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

☆ نہ تمہارا مال اپنا، نہ تمہاری جان اپنی، نہ عزت اپنی، نہ وقت اپنا اور نہ عمر اپنی۔ محض خدا تعالیٰ کی دین ہے۔

☆ کسی مال دار کو مفلس اور قلاش بنا دینا یا کسی غریب اور مفلس کو مالدار اور غنی بنا دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

☆ جو اللہ تعالیٰ سے سودا کرتا ہے ہمیشہ نفع میں رہتا ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

وکالت مال تحریک جدید نے مجھے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ سال رواں کے وعدوں کی رفتار تسلی بخش نہیں اور ان کا تاثر یہ ہے کہ پہلے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سال کے شروع ہی میں اپنے دو ایک خطبوں میں جماعت کے افراد کو اس طرف توجہ دلا دیتے تھے۔ آپ تحریک جدید کی اہمیت اور اس کی برکات کی وضاحت فرما دیتے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی وجہ سے انسان کو جو دینی اور دنیوی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ وہ دوستوں کے سامنے رکھ دیتے۔ اس طرح جماعت کے دوست بڑی جلدی اپنے وعدے لکھوا دیتے اور دفاتر کی پریشانی دور ہو جاتی تھی۔ لیکن اپنی بیماری کے آخری سالوں میں چونکہ حضور اس طرف اپنے خطبات میں جماعت کو توجہ نہیں دلا سکے اس لئے جماعت میں آہستہ آہستہ یہ سستی پیدا ہو گئی ہیکہ اگرچہ احباب اب بھی پہلے کی نسبت اضافہ کے ساتھ وعدے لکھواتے ہیں اور رقوم جو وصول ہوتی ہیں وہ بھی زیادہ ہوتی ہیں لیکن وہ اس طرف فوری طور پر توجہ نہیں کرتے۔ اس لئے مرکز کو کئی ماہ تک پریشانی میں رہنا پڑتا ہے انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ گزشتہ سال گو پہلے کی نسبت وعدوں میں زیادتی ہوئی ہے۔ لیکن جون کے آخر تک وعدے آتے رہے۔ حالانکہ وعدوں کی آخری تاریخ اس سے کہیں پہلے ختم ہو چکی تھی۔ اس سال بھی وعدوں کی وصولی کی تاریخ ۲۸؍فروری ہے لیکن بہت سے افراد اور بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جن کی طرف سے ابھی وعدے وصول نہیں ہوئے موٹی موٹی جماعتیں جن کی طرف سے وعدے وصول ہونے میں اس سال تاخیر ہوئی ہے اور غالباً یہ نام بطور مثال کے ہیں۔ یہ ہیں ان میں پہلی جماعت ربوہ ہے۔ گزشتہ سال یعنی تحریک جدید دفتر اوّل کے اکتیسویں اور دفتر دوم کے اکیسویں سال میں جماعت ربوہ کے وعدے اکسٹھ ہزار روپے کے تھے اور سالِ رواں میں یعنی تحریک جدید دفتر اوّل کے بتیسویں سال اور دفتر دوم کے بائیسویں سال کے وعدے صرف ۴۰ ہزار کے وصول ہوئے ہیں گویا ان میں ابھی اکیس ہزار کی کمی ہے اسی طرح سیالکوٹ ضلع کی جماعتوں کے وعدوں میں دس ہزار کی کمی ہے سرگودہا کی جماعتوں کے وعدوں میں پانچ ہزار کی کمی ہے لائل پور ضلع

کی جماعتوں کے وعدوں میں چھ ہزار کی کمی ہے گجرات ضلع کی جماعتوں کی طرف سے ابھی تک چھ ہزار کے وعدے کم وصول ہوئے ہیں ملتان ضلع کی جماعتوں کے وعدوں میں ابھی پانچ ہزار کی کمی ہے اور حیدر آباد ڈویژن کی جماعتوں کے وعدے بھی ابھی ساڑھے پانچ ہزار کم وصول ہوئے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ میں امید رکھتا ہوں کہ اس سال گزشتہ سال کی نسبت وعدے بھی زیادہ ہوں گے اور وصولی بھی زیادہ ہوگی لیکن جو دوست وعدے لکھوانے میں سستی سے کام لیتے ہیں وہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں اور وہ اس طرح کہ اسلام نے ہمیں بتایا ہے اللہ تعالیٰ مومن کی نیت پر بھی ثواب دیتا ہے لیکن اس نے ہمیں کہیں نہیں بتایا کہ انسان کی خالی خواہشات پر ثواب ملتا ہے اور جہاں تک تحریک جدید کے وعدوں اور ان کی وصولی کا سوال ہے نیت اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب کوئی شخص اپنا وعدہ لکھوا دیتا ہے اور پھر دل میں پختہ عہد کر لیتا ہے کہ وہ موعودہ رقم تحریک جدید میں دے گا لیکن جو دوست وعدے لکھوانے میں پندرہ دن، ایک ماہ یا دو ماہ سستی سے کام لیتے ہیں وہ اس عرصہ میں اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے فضل کے ایک حصہ سے محروم کر رہے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا جو فضل وہ پندرہ دن ایک ماہ یا دو ماہ بعد میں لینا شروع کرتے ہیں اس فضل کے وارث وہ پندرہ دن، ایک ماہ یا دو ماہ پہلے کیوں نہیں بنتے پس اگر وہ اس طرف توجہ نہیں کرتے تو وہ اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔

پھر اپنا دوسرا نقصان وہ یہ کرتے ہیں کہ انسان کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اسے کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ اس نے کب اس دنیا سے رخصت ہو جانا ہے زندگی اور موت کا مسئلہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے بعض اوقات ایک انسان چنگا بھلا ہوتا ہے وہ ہنستا کھیلتا ہوتا ہے لیکن ایک سیکنڈ کے بعد وفات پا جاتا ہے۔ اگر آپ تحریک جدید کے وعدے لکھوانے میں سستی سے کام لیتے ہیں تو کتنا خطرہ مول لے رہے ہیں آپ کو کیا معلوم کہ اس عرصہ میں آپ نے زندہ رہنا ہے یا وفات پا جانا ہے اگر آپ اس عرصہ میں وفات پا گئے تو اُخروی زندگی میں جو ثواب اس چندہ کے دینے کی نیت سے حاصل ہو سکتا ہے اس سے محروم ہو گئے۔

تیسرا نقصان جو وعدے جلد نہ لکھوانے کی وجہ سے آپ کو پہنچتا ہے یہ ہے کہ اگر اس سال مثلاً وعدے لکھوانے کی تاریخ ۲۸ر فروری ہو اور اس تاریخ تک جیسا کہ دفتر کا معمول ہے دفتر والے خطوط کے ذریعہ پھر رسالوں اور اخباروں میں مضامین لکھ کر یا گشتی چٹھیوں کے ذریعہ آپ کو اس طرف متوجہ

کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود دوست اس تاریخ تک اپنے وعدے نہیں لکھواتے انہیں یاددہانی کرانے پر دفتر جو زائد اخراجات برداشت کرے گا وہ بہرحال ناواجب ہوں گے اور ایسے اخراجات کی ذمہ داری ان لوگوں پر ہوگی جنہوں نے مقررہ تاریخ تک اپنے وعدے نہیں لکھوائے فرض کرو یہ زائد خرچ کل وعدوں کا دو فیصدی ہے تو اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ سَو روپے کے ثواب کی بجائے وعدہ دیر سے لکھوانے والے کو دو کم سو کا ثواب نہ دے کیونکہ دو روپے کا زائد خرچ محض اس کی سستی کی وجہ سے مرکز نے برداشت کیا ہے شاید اللہ تعالیٰ یہ کہے کہ تمہاری وجہ سے سلسلہ کو دو روپے کا نقصان ہوا ہے اس لئے ہم تمہارے ثواب سے اسی قدر کم کر دیتے ہیں غرض دفتر کو جو زائد اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ وہ محض آپ کی سستی کی وجہ سے برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اگر آپ وقت مقررہ میں وعدے لکھوادیں اور پھر جلد رقم ادا کر دیں تو دفتر ان زائد اخراجات سے بچ جاتا ہے۔

چوتھا نقصان آپ کو اور سلسلہ کو یہ اُٹھانا پڑتا ہے کہ اگر آپ وعدہ لکھوانے میں سست ہیں تو چاہے بعد میں آپ اپنا وعدہ لکھوا بھی دیں اور اس میں زیادتی بھی کر دیں تب بھی ان مزید اخراجات کی وجہ سے جو دفتر برداشت کرے گا بہت سے ضروری کاموں میں زائد اور ناواجب اخراجات کسی حد تک ہوں کمی کرنی پڑتی ہے کیونکہ آپ نے کُل رقم میں سے جس سے یہ کام کئے جانے تھے کچھ روپیہ زبردستی نکال لیا اور ڈاک اور یاددہانی کے دوسرے ذرائع پر ضائع کر دیا۔ اس نقصان کے آپ ذمہ دار ہیں۔

اور ’’آپ‘‘ سے مراد میری ان لوگوں سے ہے جو وعدہ بھی لکھواتے ہیں اور رقوم بھی ادا کرتے ہیں اور بڑی بشاشت کے ساتھ ادا کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ انہیں اس کا ثواب عطا فرمائے) لیکن اپنی سستی کی وجہ سے وہ نقصان اُٹھا لیتے ہیں اور میرا فرض ہے کہ میں اس قسم کے لوگوں کو ان کی سستیوں کی طرف توجہ دلاؤں تا ثواب کے سلسلہ میں انہیں ایک دھیلے کا گھاٹا بھی نہ اُٹھانا پڑے۔

پانچواں نقصان جو جماعت اور سلسلہ کو محض آپ کی سستی کی وجہ سے برداشت کرنا پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ وکالت مال کو مثلاً ۲۸ / فروری تک وعدے لکھوانے کے لئے کوشش اور جدوجہد کرنی پڑے گی اور جماعتوں کو اس طرف توجہ دلانی پڑے گی۔ اب اگر ۲۸ / فروری تک اس کی تگ و دو اور کوشش کے نتیجہ میں سارے دوست اپنے اپنے وعدے لکھوا دیں تو اس تاریخ کے بعد وکالت مال دوسرے کاموں کی طرف متوجہ ہو سکے گی اور اسے کوئی پریشانی نہیں ہوگی لیکن اگر آپ مقررہ میعاد کے اندر اپنے وعدے

نہیں لکھوائیں گے تو آپ کی سستی کے نتیجہ میں کام کرنے والوں کو پریشانی ہوگی اور آپ میں سے کوئی بھی یہ پسند نہیں کرے گا کہ اس کی وجہ سے ان واقفین زندگی کو جو مرکز میں بیٹھ کر خدمت دین بجالا رہے ہیں کسی قسم کی پریشانی اُٹھانا پڑے اور میں نے آپ کو بتایا ہے کہ آپ لوگوں کی سستی کی وجہ سے مرکز میں کام کرنے والوں کو بہرحال پریشانی اُٹھانا پڑتی ہے آپ انہیں اس پریشانی سے بچالیں۔ اور اپنے وعدے مقررہ تاریخ کے اندر لکھوا دیں پھر جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ ان وعدوں سے دفتر کو جلد اطلاع دیں میرے خیال میں وعدوں کے لکھوانے میں کچھ سستی تو افراد کرتے ہیں لیکن کسی حد تک اس کی ذمہ داری جماعتوں پر بھی ہے ممکن ہے بعض ایسی جماعتیں ہوں جہاں افراد نے وعدے تو لکھوا دیئے ہوں لیکن جماعت کے عہدیداروں نے وہ وعدے دفتر کو نہ بھجوائے ہوں۔ اگر کوئی ایسی جماعت ہے جس کے افراد نے وعدے لکھوا دیئے ہوں لیکن وہ وعدے دفتر کو نہیں بھجوائے گئے تو ایسی جماعت کو چاہئے کہ وہ جلد سے جلد اپنے وعدے دفتر کو بھجوا دے۔

مجھے دفتر وکالت مال کی طرف سے یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ میں وعدوں کی وصولی کی تاریخ ۲۸ر فروری کی بجائے ۲۵ر مارچ کر دوں لیکن میں اپنے بھائیوں پر بدظنی نہیں کرنا چاہتا اس لئے میں وعدوں کی وصولی کی تاریخ ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں بڑھانا چاہتا۔

جہاں تک ربوہ کا سوال ہے دوست اگر اس طرف توجہ کریں تو وہ مقررہ میعاد کے اندر اندر اپنے وعدے لکھوا سکتے ہیں اس لئے جہاں تک ربوہ کا سوال ہے میں وعدوں کی وصولی کی تاریخ ۲۸ر فروری سے ایک دن بھی نہیں بڑھاتا وہ بہرحال اپنے وعدے ۲۸ر فروری سے پہلے پہلے لکھوا دیں لیکن جہاں تک باہر کی جماعتوں کا سوال ہے ان تک میری آواز پہنچنے میں دیر لگے گی اس لئے میں انہیں ایک ہفتہ اور دیتا ہوں اس عرصہ میں تمام جماعتیں اپنے وعدے مرکز میں ضرور پہنچا دیں ورنہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ثواب کے ایک حصہ سے وہ محروم نہ ہو جائیں۔ دوسری بات جس کی طرف میں اس خطبہ میں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ ایک موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدام کو تحریک جدید کے سلسلہ میں ایک نصیحت فرمائی تھی اور ارشاد فرمایا تھا کہ

”میں نے صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا بار اس لئے اُٹھایا ہے (ایک زمانہ میں حضور صدر مجلس خدام الاحمدیہ کے فرائض خود انجام دیتے رہے ہیں) تا جماعت کے نوجوانوں کو دین کی طرف

توجہ دلاؤں۔ سو میں سب سے پہلے ان کے سپرد یہ کام کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے ایمان کا ثبوت دیں گے، اور آگے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے اور کوئی نوجوان ایسا نہیں رہے گا جو دفتر دوم میں شامل نہ ہو اور کوشش کریں کہ ساری کی ساری رقم وصول ہو جائے‘‘۔

اسی طرح فرمایا:۔

’’میں امید کرتا ہوں کہ دوست اپنے بقائے بھی ادا کریں گے اور پہلے سے زیادہ وعدے بھی لکھوائیں گے اور خدام الاحمدیہ کوشش کرے کہ کوئی نوجوان ایسا نہ رہے جس نے تحریک جدید میں حصہ نہ لیا ہو اور پھر کوئی رقم ایسی نہ رہے جو وصول نہ ہو‘‘۔ (الفضل ۲ر دسمبر ۱۹۴۹ء)

میں امید کرتا ہوں کہ جماعت کے نوجوان جو اپنے آپ کو خدام الاحمدیہ کہتے ہیں حضرت مصلح موعودؓ کے اس ارشاد پر کان دھریں گے اور اپنے عمل سے ثابت کر دیں گے کہ حضور نے جو امید ان سے وابستہ کی تھی وہ اسے پورا کرنے والے ہیں۔ اس سلسلہ میں مجھے دو ہفتہ کے بعد رپورٹ آ جانی چاہئے میں انہیں رپورٹ تیار کرنے کے لئے ایک ہفتہ کی مہلت مزید دیتا ہوں لیکن کام کے لئے زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔

تیسری بات جس کی طرف میں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو اموال خرچ کئے جاتے ہیں ان پر خرچ کا لفظ بولنا حقیقتاً درست اور صحیح نہیں خرچ وہ رقم ہوتی ہے جو آپ کے ہاتھ سے نکل جائے اور ختم ہو جائے لیکن جو اموال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے جاتے ہیں وہ نہ تو کسی کے ہاتھ سے نکلتے ہیں اور نہ ختم ہوتے ہیں بلکہ وہ ہر آن اور ہر لحظہ بڑھتے چلے جاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک فارسی شعر میں اس مسئلہ کی طرف نہایت لطیف پیرایہ میں متوجہ کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲ ٹائیٹل صفحہ)

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ کرنے والے کو مفلس نہیں رہنے دیتا وہ اسے بھوکا نہیں مارتا اگر وہ اپنے مال کا ایک بڑا حصہ بھی اس کی راہ میں دے دیتا ہے بلکہ اگر وہ سارے کا سارا مال بھی اس کی راہ میں دے دیتا ہے

تب بھی وہ اسے بھوکا نہیں رہنے دیتا۔ کئی مواقع پر رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں سے کھانے پینے کے تمام سامان لے لئے جنگوں کے سلسلہ میں بعض دفعہ آپ ہر شخص سے جو کچھ کھانے پینے کے لئے اس کے پاس ہوتا لے لیتے ان مواقع میں سے کسی موقع پر بھی ہمارے کسی مسلمان بھائی نے ایسا کرنے میں ایک لحظہ بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی بلکہ آنحضرت ﷺ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس نے اپنا سارا راشن قومی خزانہ میں جمع کرا دیا، اور اس کے بعد اسے ذاتی استعمال کے لئے اس میں سے جو کچھ واپس ملا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اور اس کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے لے لیا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اسے بھوکا نہیں مارا سیری صرف پیٹ میں کھانے کی ایک مقدار کے چلے جانے کا نام نہیں بلکہ سیری کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جسم کی ضرورت پوری ہو جائے اور ہماری (احمدی) تاریخ کا ایک واقعہ ہے کہ ہمارے ایک بزرگ کو جب وہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے شدید بھوک لگی اور اس کی وجہ سے انہیں بہت تکلیف ہو رہی تھی لیکن وہ حضور کی مجلس سے اٹھنا بھی نہیں چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کشف میں ہی کھانا کھلا دیا بھوک کی وجہ سے ان کے جسم میں جو کمزوری اور ضعف محسوس ہو رہا تھا وہ دور ہو گیا اور پیٹ بھی بھر گیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی قدرت کے یہ جلوے اس لئے دکھائے ہیں کہ تا ہم یقین کریں کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا سارا مال بھی دے دیتا ہے تو وہ اسے بھوکا نہیں مرنے دیتا وہ اس کی سیری کے غیب سے سامان پیدا کر دیتا ہے اب اگر کسی کی جسمانی کمزوری جو کھانا نہ کھانے کی وجہ سے ہوتی ہے دور ہو جائے اس کے جسم کو طاقت اور توانائی حاصل ہو جائے اسے بھوک کا احساس نہ رہے اور وہ راحت اور سکون محسوس کرنے لگے تو کھانے کا مقصد حاصل ہو گیا۔ اب اگر وہ مادی کھانا نہ بھی کھائے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد

یعنی اللہ کی راہ میں اپنے اموال دینے والا کبھی مفلس نہیں ہوتا اور آگے جا کر آپ اس کی بڑی عجیب دلیل دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

ہمت کا لفظ فارسی زبان میں کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے ان میں سے تین معانی (۱) بلند ارادہ (۲) جرأت اور (۳) دعا کے ہیں۔ پس اس مصرعہ کے یہ معنی ہوئے کہ اگر تم نیک نیتی کے ساتھ خدا کی

راہ میں مال خرچ کرنے کا ارادہ کرو گے اور جرأت اور بہادری کے ساتھ اپنی اس پاک نیت کو عملی جامہ پہناؤ گے اور ساتھ ہی عاجزی اور تذلّل کے ساتھ دعا کرتے رہو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس ہدیہ کو قبول کرے تو خدا تعالیٰ تمہاری مدد کو آئے گا۔ اور اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ (آل عمران: ۱۶۱)

جب خدا تعالیٰ تمہاری مدد کو آ جائے گا اور تمہارا ناصر بن جائے گا تو افلاس یا کوئی اور شیطانی حربہ تم پر غالب نہیں آ سکے گا اور تمہیں مغلوب نہیں کر سکے گا کیونکہ تم نیک ارادہ، نیک عمل اور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اپنا مال خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش کرتے ہو اور اس سے یہ امید رکھتے ہو کہ وہ اسے قبول کرے گا اس لئے وہ اسے رد نہیں کرے گا اور جس مال کو خدا تعالیٰ قبولیت کا شرف بخش دیتا ہے وہ مال ضائع نہیں ہوتا اس میں ہمیشہ بڑھوتی ہی ہوتی رہتی ہے۔ دراصل یہ شعر قرآن کریم کی ایک آیت کے مفہوم کو بیان کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ (البقرۃ:۲۴۶)

کیا کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنے مال کا ایک اچھا ٹکڑا کاٹ کر بطور قرض دے تا کہ وہ اس مال کو اس کے لئے بہت بڑھائے اور اللہ ہی ہے جو بندہ کے مال میں تنگی یا فراخی پیدا کرتا ہے اور آخر تمہیں اس کی طرف لوٹایا جائے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور تم جو مال بھی پیش کرتے ہو وہ اسی کا ہے اسی سے تم نے لیا اور اسی کو پیش کر دیا۔ اپنے پاس سے تو تم نے کچھ نہیں دیا۔ نہ تمہارا مال اپنا، نہ تمہاری جان اپنی، نہ عزت اپنی، نہ وقت اپنا، اور نہ عمر اپنی، غرض تمہارا اپنا کچھ بھی نہیں۔ محض خدا تعالیٰ کی دَین تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہی یہ سب کچھ تمہیں دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ فضل کیا جیسا کہ وہ اس آیت میں فرماتا ہے کہ اگر تم میری دَین اور میری عطاء میں سے کچھ مجھے دو گے تو میں تمہیں اس کا ثواب دوں گا دراصل غور کے ساتھ دیکھا جائے تو ہماری سب عبادتیں اللہ تعالیٰ کی سابقہ عطاؤں پر بطور شکر کے ہوتی ہیں۔ یہ محض اس کا فضل ہے کہ وہ ادائے شکر پر مزید احسان کرتا ہے اس طرح شکر اور عطائے الٰہی کا ایک دور اور تسلسل قائم ہو جاتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ دیتے ہو تو وہ

اسے بطور قرض کے لیتا ہے اور قرض دی ہوئی رقم خرچ نہیں سمجھی جاتی دیکھو اس دنیا میں بھی ایک بھائی دوسرے بھائی کو قرض دیتا ہے مثلاً ایک شخص کے پاس دس ہزار روپیہ ہے اس کا بھائی اسے کہتا ہے بھائی مجھے اس میں سے تین ہزار روپیہ بطور قرض حسنہ دے دو۔ میں چند ماہ کے بعد اسے واپس کر دوں گا تو اب یہ تین ہزار روپے خرچ تو نہیں ہوئے اس کے پاس دس کا دس ہزار ہی رہا۔ کیونکہ یہ تین ہزار بھی کچھ عرصہ کے بعد اسے واپس مل جائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہو وہ خرچ نہیں ہوتا۔ نہ وہ ضائع ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ نے قرض کے طور پر لیا ہے وہ اسے واپس کرے گا اور پھر اس شان سے واپس کرے گا جو ایک قادر اور رزاق خدا کے شایانِ شان ہے۔

وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ میں اللہ تعالیٰ نے تین بڑے لطیف مضامین بیان کئے ہیں۔ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ کے ایک معنی ہیں۔ یسلب قوماً ویعطی قوماً (المفردات راغب کتاب القاف صفحہ ۳۹۱) یعنی جسے چاہے غریب کر دیتا ہے اور اس کا مال لے کر دوسرے کو دیتا اور اسے امیر کر دیتا ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں۔ یسلب تارۃً ویعطی تارۃً (المفردات راغب کتاب القاف صفحہ ۳۹۱) یعنی جب چاہے ایک شخص کا مال چھین لیتا ہے اور جب چاہے پھر اسے اموال عطا کر دیتا ہے۔ تیسرے معنی قبض کے یہ ہیں۔ تناول الشیئ بجمیع الکفّ (المفردات راغب کتاب القاف صفحہ ۳۹۱) گویا اس آیت میں يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت بیان کی گئی ہے اور پہلے معنی کی رو سے اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا اظہار ایک بنیادی اقتصادی مسئلہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جسے اقتصادیات میں تقسیم پیداوار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یعنی ملک کی پیداوار آگے مختلف افراد کے ہاتھوں میں کس طرح پہنچے گی اور ملکی پیداوار کی تقسیم کے متعلق آزاد اقتصادیات میں بھی اور ایک حد تک بندھی ہوئی اور مقید اقتصادیات میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ایک وقت تک ایک شخص جس چیز کو بھی ہاتھ لگاتا ہے سونا بن جاتی ہے لیکن پھر بغیر کسی ظاہری سبب اور وجہ کے اس شخص پر فراخی کی بجائے تنگی آ جاتی ہے وہی شخص ہوتا ہے وہی سرمایہ ہوتا ہے۔ وہی حالات ہوتے ہیں وہی کاروبار ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس سے برکت چھین لیتا ہے وہ جہاں بھی ہاتھ ڈالتا ہے اسے نقصان ہی نقصان ہوتا ہے اس کی مالی حالت تباہ ہو جاتی ہے اور وہ مفلس وقلاش ہو جاتا ہے ابھی چند دن ہوئے ایک دوست مجھے ملنے کے لئے آئے۔ وہ تاجر ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک وقت تھا اللہ تعالیٰ نے میرے اموال اور میرے کاروبار میں برکت ڈال دی تھی اس

نے مجھے وافر رزق دیا تھا اور اس قسم کے حالات پیدا کر دیئے تھے کہ میں جو بھی کام کرتا رہا اس کے نتیجہ میں مجھے مال میں فراخی نصیب ہوئی لیکن اب اس قسم کے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ گو کام میں اب بھی وہی کرتا ہوں جو پہلے کرتا تھا لیکن اب مجھے وہ نفع نہیں ہوتا جو پہلے ہوتا تھا۔ غرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اصل قادر ذات جو اپنے ارادہ کے ساتھ اس دنیا میں تصرف کر رہی ہے وہ میری ہی ذات ہے اور کوئی نہیں میں ہی ہوں جو تقسیم پیداوار کے سلسلہ میں ایسی تاریں ہلا دیتا ہوں کہ ایک شخص کے پاس وہی کاروبار ہوتا ہے وہی سرمایہ ہوتا ہے لیکن اس قسم کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ پہلے وہ بہت کما رہا ہوتا ہے اور اب وہ کم کمانے لگ جاتا ہے۔ اس کی برکت اللہ تعالیٰ کسی دوسرے کو دے دیتا ہے اور اس کو حاصل ہونے والا نفع اب دوسرے کو ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ لاہور میں ہم کچھ عرصہ رہے ہیں وہاں ہم نے دیکھا کہ کبھی کوئی ریسٹورنٹ مقبول ہو جاتا تھا اور کبھی کوئی ایک ریسٹورنٹ کی مینجمنٹ (Mangement) اور انتظام بھی وہی ہوتا تھا۔ عمارت بھی وہی ہوتی تھی۔ فرنیچر بھی وہی ہوتا تھا باقی سہولتیں بھی وہی ہوتی تھیں۔ اس کے کھانا پکانے والے بھی وہی ہوتے تھے۔ اور ایک عرصہ تک وہ ہوٹل اپنے مالکوں کے لئے بہت زیادہ آمد کا موجب بنا ہوا تھا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے یکدم کوئی ایسی تبدیلی پیدا ہو جاتی جو انسان کے اختیار اور سمجھ سے باہر ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی مقبولیت جاتی رہی۔ لوگوں نے وہاں جانا چھوڑ دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ مالک کو وہ ہوٹل بند کرنا پڑا اگر انسان اپنے ماحول پر گہری نظر ڈالے اور فکر و تدبر سے کام لے تو اسے اس قسم کی سینکڑوں مثالیں مل سکتی ہیں کوئی ظاہری سبب نظر نہیں آتا لیکن یکدم برکت چھن جاتی ہے۔ اسی طرح بعض اوقات اموال اور کاروبار میں برکت دے دی جاتی ہے اور اس کا کوئی ظاہری سبب نہیں ہوتا۔ ایک انسان عرصہ تک ابتلاء اور مصائب میں مارا مارا پھرتا ہے اور بڑی تکلیف میں زندگی گزارتا ہے ایک دن اللہ تعالیٰ اس پر رحم کر دیتا ہے اور اس کے اموال اور اس کے کاروبار میں برکت ڈال دیتا ہے اور اس کے نتیجہ میں اس پر فراخی اور کشائش کا دور آ جاتا ہے ابھی چند دن ہوئے مجھے اس قسم کی بھی ایک مثال ملی ہے ایک دوست مجھے ملنے کے لئے آئے انہوں نے مجھے بتایا کہ میں ایک غریب گھرانہ کا فرد ہوں میری آمد بہت کم تھی اور گزارہ مشکل سے ہوتا تھا لیکن ایک دن اللہ تعالیٰ نے کچھ اس قسم کی تبدیلی پیدا کر دی کہ اب میرے کاروبار میں برکت ہی برکت ہے اور خدا تعالیٰ بہت کچھ دے رہا

ہے میری غربت اور افلاس کی حالت دور ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے رزق میں فراخی پیدا ہوگئی ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مال کو روک رکھنا کہ وہ کسی خاص فرد کو نہ ملے یا مال کو حکم دینا کہ فلاں کے پاس چلے جاؤ۔ یہ صرف میرا کام ہے اور کسی کا نہیں اور اگر یہ میرا کام ہے تو جب بھی کوئی شخص میری راہ میں خرچ کرے گا تو اسے امید رکھنی چاہئے کہ میں جس نے اپنی قدرت کی تاریں ساری دنیا میں پھیلا رکھی ہیں اسے مایوس نہیں کروں گا بلکہ اس کے مالوں میں اور اس کی زندگی میں زیادہ سے زیادہ برکت ڈالتا چلا جاؤں گا۔

دوسرے معنی یَقۡبِضُ وَیَبۡسُطُ کے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی ملک یا کسی خاندان یا کسی فرد کے سرمایہ یا جائیداد کی پیداوار میں اضافہ کر دیتا ہے یا کمی کر دیتا ہے اور یہ نہیں ہوتا کہ مال یہاں سے لیا اور وہاں رکھ دیا اس سے لیا اور اسے دے دیا۔ پہلے معنوں کی رو سے تو یہ تھا کہ مال کسی سے لیا اور دوسرے کو دے دیا ایک کے کاروبار میں بے برکتی ڈالی اور دوسرے میں برکت ڈال دی۔ لیکن ان معنوں کی رو سے یہ شکل ہوگی کہ اللہ تعالیٰ بغیر اس کے کہ کس کے کاروبار اور اموال میں بے برکتی ڈالے۔ وہ دوسرے کے کاروبار اور اموال میں زیادتی اور افزائش پیدا کر دیتا ہے یا دوسرے کے کاروبار اور اموال میں زیادتی کئے بغیر اس کے اموال اور کاروبار کو کم کر دیتا ہے مثلاً ایک زمیندار ہے اس کی زمین بنجر تھی اس میں کوئی پیداوار نہیں ہوتی تھی یا اگر ہوتی تھی تو بہت کم۔ اللہ تعالیٰ نے سمندروں سے پانی کو بادلوں کے ذریعہ اُٹھایا پھر وہ بادل ایسی جگہ برسے کہ بعض دریاؤں میں طغیانی آ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس طغیانی کے پانی کو اس شخص کی بنجر زمین میں پھیل جانے کا حکم دیا یہ پانی اپنے ساتھ پہاڑوں سے پیداوار بڑھانے والی مٹی کے اجزا لے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان ذرات ارضی کو حکم دیا کہ اس شخص کی زمین میں ٹھہر جاؤ۔ تمہارا سفر ختم ہو چکا چنانچہ وہ ذرات ارضی اس کی بنجر زمین میں ٹھہر گئے اور اس طرح جس ایکڑ سے وہ شخص بمشکل دو تین من گندم سالانہ پیدا کرتا تھا اور ادھی پچدھی کھا کر گزارا کرتا تھا اسی زمین میں اتنی طاقت اور زندگی پیدا ہوگئی کہ اب اس میں پندرہ پندرہ من گندم سالانہ پیدا ہونے لگی۔ اسی طرح ایک اور زمیندار ہے اس کی زمین بڑی اچھی ہے اس میں بہت زیادہ پیداوار ہوتی ہے اور اس کی زرخیزی مالک کی آمد میں بہت اضافہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو آسمان سے حکم بھیج کر غریب اور مفلس لوگوں کو مالدار بنا دیتا ہے اور مالداروں کو مفلس اور

قلاش بنا دیتا ہے اس زرخیز زمین میں تھور اور سیم پیدا کر کے اسے بنجر بنا دیتا ہے اور اس طرح اس کی آمد کم ہو جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ کسی مالدار کو مفلس اور قلاش بنا دینا یا کسی غریب اور مفلس کو مالدار اور غنی بنا دینا میرے اختیار میں ہے اس لئے اگر تم مجھ سے کوئی سودا کرو گے تو اس میں تمہیں کوئی گھاٹا نہیں ہوگا۔ کیونکہ میں قادر مطلق اور رزاق ہوں۔

پھر قبض کے معنی مضبوطی سے پکڑ لینے کے بھی ہوتے ہیں اور مضبوطی سے اس شئے کو پکڑا جاتا ہے جس کے متعلق فیصلہ ہو کہ اسے چھوڑنا نہیں۔ کیونکہ اگر اسے چھوڑا تو نقصان ہوگا۔ ان معنوں کے رو سے اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہ بیان فرماتا ہے کہ جو مال تم میرے سامنے بطور ہدیہ پیش کرو گے میں اسے مضبوطی سے پکڑ لوں گا یعنی اسے ضائع نہیں ہونے دوں گا یہ میرا تمہارے ساتھ وعدہ ہے جسے میں بہر حال پورا کروں گا ان معنوں کی رو سے اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو بڑی امید دلاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ غنی ہے اور اسے تمہارے اموال کی حاجت نہیں لیکن تمہاری پاک نیتوں اور محبت اور فنا فی اللّٰہی کو دیکھتے ہوئے وہ اپنی رحمت سے تمہیں نوازتا ہے اور شکر اور پیار کے ساتھ تمہاری مالی قربانیوں کو قبول کرتا ہے اور مضبوطی کے ساتھ انہیں پکڑ لیتا ہے اور انہیں ضائع نہیں ہونے دیتا بلکہ وَيَبْسُطُ اپنی بے پایاں عطا بھی اس میں شامل کرتا ہے اور انہیں بڑھا کر اور وسعت دے کر کہیں سے کہیں لے جاتا ہے اور وہ تمہیں اس دنیا میں بھی اپنی عطائے کثیر کا حقدار بنا دیتا ہے اور جب تم لوٹ کر اس کی طرف جاؤ گے تو وہ بڑے پیار سے تمہیں کہے گا یہ لو اپنے مال جو تم نے میری راہ میں خرچ کئے تھے دیکھو میں نے تمہارے لئے انہیں کس قدر بڑھایا اور ان میں کس قدر کثرت اور وسعت بخشی۔ پس خوش ہو کر اپنے رب کے ساتھ کبھی کوئی گھاٹے کا سودا نہیں کرتا۔

غرض دوستوں کو یہ نکتہ سمجھنا چاہئے اور اسے ہر دم اپنے مدِ نظر رکھنا چاہئے کہ دین اور سلسلہ کے لئے جب بھی ان کے مالوں کی ضرورت پیش آئے۔ انہیں وہ اموال بغیر کسی خوف اور بغیر کسی خطرہ کے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دینے چاہئیں کیونکہ وہ جو خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے ہمیشہ نفع میں ہی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ نفع مند سودوں کی توفیق عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۷؍فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۲ تا ۵)

☆......☆......☆